إلى تلك السرج وقد جعلها جهلة أئمة المساجد مع صلوة الرغائب
سجدہ کو بیٹھے تھے اور اسکو مساجد کے جاہل اماموں نے صلوٰۃ الرغائب کے ساتھ

شبكة لجمع العوام وطلب الرياسة والتقدم وملأ بذكرها القصاص
عوام کے جمع کرنے کو اور ریاست اور تقدم کی تلاش میں جال بنا لیا اور قصہ خوانوں نے اس تذکرے سے

مجالسهم ثم إنه تعالى أقام أئمة الهدى في سعي إبطال مثل هذه المنكرات
مجلسوں کو پر کر دیا پھر اللہ تعالیٰ نے ایسے ایسے منکرات دور کرنے کے لئے ہدایت کے امام قائم کئے پھر یہہ منکرات بکل

فتلاشى أمرها وتكامل إبطالها في البلاد المصرية والشامية في الأوائل
پریشان ہو گئے اور سنہ آٹھ سو کے اوائل میں اسکا ابطال بلاد مصری اور شامی سے

المائة الثامنة وقد أنكر الطرطوسي الاجتماع ليلة الختم ونصب المنابر و
خوب طرح ہو گیا اور طرطوسی نے تو ختم کی شب میں بھی اجتماع سے اور منبر قائم کرنے سے اور

اختلاط الرجال والنساء والتلاعب بينهم حتى يكون ما يكون كذا في التذكرة
عورت مردوں کے اختلاط اور آپس کے بازیچہ سے انکار کیا ہے یہانتک کہ جو ہوتا ہے سو ہوتا ہی یہہ تذکرہ میں ہے

شهر رمضان

رمضان کا مہینا

وأما شهر رمضان ففيه صيام وقيام والمراد بالقيام التراويح فنذكر
اور رمضان کا مہینا سو اسمیں روزہ ہیں اور رات کی نماز اور قیام سے مراد تراویح ہیں اب ہم یہاں

ههنا أحكامها والمسائل المتعلقة بها اعلم أنه قد اختلف العلماء في
اسکے احکام اور اور مسائل جو اس سے متعلق ہیں ذکر کرینگے سمجھ لے کہ علماء نے تراویح میں یہہ

التراويح هل تسمى سنة فقال بعضهم لا هي من النوافل وتسمى مستحبة
اختلاف کیا ہے کہ آیا انکو سنت کہیں پس بعضے علماء کہتے ہیں نہیں یہہ تو نفلیں ہیں اور انکو مستحب کہتے ہیں

وقال بعضهم تسمى سنة وهو الأصح وهي سنة مؤكدة للرجال والنساء
اور بعضے کہتے ہیں انکو سنت کہنا چاہیے اور یہی اصح ہے اور تراویح مردوں اور عورتوں کے حق میں سنت موکدہ ہیں

توارثها الخلف عن السلف انقطع الخلاف برواية الحسن عن أبي حنيفة
پچھلے لوگ پہلوں سے لیتے چلے آئے ہیں اور حسن کی روایت سے جو ابو حنیفہ رحمہما اللہ سے ہے

رحمهما الله أنها سنة لا ينبغي تركها وهذا لأن النبي صلى الله عليه وسلم قد أقامها
خلاف جاتا رہا کہ یہہ سنت ہیں انکا ترک سزاوار نہیں ہے اور یہہ ثابت ہے اسلئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تراویح کو پڑھی

سے شبکہ بفتحتین دام صیاد ۱۲ منتخب
سے قصاص القوم تذکیر و صلوٰۃ قصہ خوانان ۱۲
سے تلاشی نیست شدن ۱۲ منتخب
سے طرطوس بلد ۱۲ غنی
سے تدارث از دیگرے میراث گرفتن ۱۲
سے

بعض اللیالی ثم ترکها وبین العذر فی ترک المواظبة وهو خشیة ان یکتب

راتوں میں پڑھا پھر چھوڑ دیں اور مداومت کے ترک پر عذر بیان فرمایا ایسا نہو کہ ہم پر فرض

علینا ثم واظب علیها الخلفاء الراشدون خصوصا امیر المومنین عمر رضی

ہو جاوین پھر خلفاء راشدین نے تراویح پر مداومت کی خصوصاً امیر المومنین عمر رضی الله

الله عنهم اجمعین کما جاء فی الاحادیث وقد قال النبی صلی الله علیه وسلم

عنہم اجمعین نے چنانچہ حدیثوں میں آیا ہے اور بیشک نبی صلی الله علیه وسلم نے فرمایا ہے

علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین من بعدی وذکر فی بعض کتب

کہ اپنے اوپر میری سنت اور میرے بعد خلفاء راشدین رض کی سنت لازم کر لو اور فقہ کی بعضی کتابوں میں

الفقه لو ترک اهل البلدة التراویح قاتلهم الامام علی ذلک ویروی انه کانت

مذکور ہے اگر کسی شہر کے لوگ تراویح چھوڑ دیویں تو سب کی بر انکے امام مقاتلہ کرے اور روایت ہے کہ عائشہ رض

عایشة تقوم خلف ذکوان مولی لها وکذلک ام سلمة کانت تقوم بجماعة

اپنے مولی ذکوان کے پیچھے تراویح پڑھا کرتی تھیں اور ایسے ہی ام سلمہ رض عورتوں کی جماعت کے ساتھ ادا کر

النساء امتها مولاتها ام حسن البصری ویذکر الکلام فیها فی عدة فصول

پڑھتی تھیں انکی لونڈی حسن بصری کی ماں امامت کرتی تھیں اور جو مسئلے میں جو گفتگو ہے کئی فصلوں میں ذکر کرینگے

الفصل الاول فی تعداد رکعاتها فعندنا هی عشرون

پہلی فصل رکعاتوں کی گنتی میں سو ہمارے نزدیک تراویح بیس

رکعة لما روی البیهقی باسناد صحیح انهم کانوا یقومون علی عهد عمر رض

رکعتیں ہیں کیونکہ بیہقی نے صحیح اسناد سے روایت کیا ہے کہ وہ لوگ عمر رض کے عہد میں بیس

بعشرین رکعة وفی عهد عثمان رض وعلی رض مثله وروی ابن عباس انه

رکعت پڑھا کرتے تھے اور عثمان رض اور علی رض کے عہد میں ایسے ہی پڑھتے تھے اور ابن عباس یہ روایت کرتا ہے کہ

صلی رسول الله صلی الله علیه وسلم عشرین رکعة فی رمضان ثم اوتر بعدها

نبی صلی الله علیه وسلم نے رمضان میں بیس رکعتیں پڑھیں پھر اسکے بعد تین وتر

بثلث لکن المحدثین قالوا ان هذا الحدیث ضعیف فالصحیح ما روته عایشة

پڑھے لیکن محدث کہتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور صحیح وہی ہے جو عائشہ رض روایت کرتی ہیں

انه صلی احدی عشرة رکعة کما هو عادته فی قیام اللیل وروی انه کان

کہ حضرت نے گیارہ رکعت پڑھیں جیسے کہ قیام لیل میں آپکی عادت تھی اور روایت ہے کہ بعضے بزرگ

بعض السلف في عهد عمر بن عبد العزيز يصلون احدى عشرة ركعة قصدا
عمر بن عبد العزیز کے عہد میں گیارہ رکعت پڑھا کرتے تھے اس غرض سے کہ

للتشبه برسول الله صلى الله عليه وسلم والذي استقر عليه الامر واشتهر من
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہت ہو جائے اور وہ گنتی جو مقرر ہو گئی ہے

الصحابة والتابعين ومن بعدهم هو العشرون وما روي انها
صحابہ اور تابعین سے اور انکے بعد کے لوگوں سے مشہور چلا آتا ہے سو بیس رکعت ہیں اور یہ جو روایت ہے

ثلث وعشرون فلحسبان الوتر معها وقال مالك وروي عن الشافعي ايضا
کہ تراویح تیئیس رکعت ہیں سو وتر کو تراویح کے ساتھ ملا لیا ہے اور مالک کہتے ہیں اور شافعی سے بھی روایت ہے کہ تراویح

انها ست وثلثون او تسع وثلثون مع الوتر فهو عمل اهل المدينة خاصة وقالوا
مع وتر چھتیس یا انتالیس ہیں سو یہ خاص مدینہ والوں کا عمل ہے اور کہتے ہیں کہ

سبب ذلك ان اهل مكة يطوفون بالبيت سبعا ويصلون ركعتي
اسکا سبب یہ ہے کہ مکہ والے کعبہ کے سات طواف کرتے ہیں اور طواف کے دو دو رکعت ہر دو تراویحوں کے بیچ میں

الطواف بين كل ترويحتين فاراد اهل المدينة لما بعدوا من ادراك هذه
پڑھتے ہیں اور مدینہ والے چونکہ اس فضیلت کے حاصل کرنے سے دور ہیں

الفضيلة صلوا بدل ذلك اربع ركعات فيسمونها الستة عشرية واستمر
تو انھوں نے انکے بیچ میں چار رکعت پڑھنی شروع کر دیں اور انکا نام ست عشریہ رکھدیا اور انکی

عادتهم على ذلك الى الان وقد يروى ذلك عن عمر وعلي رضي الله عنهما
عادت آجتک وہی چلی آتی ہے اور کبھی یہی روایت عمر اور علی رضی اللہ عنہما سے بھی آئی ہے

لكنه غير مشهور عنهما فان صلى غيرهم ايضا لا باس ويستوي فيه الامام
پر انسے مشہور نہیں ہے پس اگر انکے سوا کوئی اور بھی پڑھ لے تو کیا ڈر ہے اور اسمیں امام وغیرہ

وغيره وينبغي ان يصلوا فرادى لان التنفل بالجماعة في غير التراويح
سب برابر ہیں اور بہتر یہ ہے کہ الگ الگ پڑھیں اس واسطے کہ سوا تراویح اور نوافل جماعت سے

مكروه عندنا لكن اهل المدينة يصلونها بالجماعة والتنفل بالجماعة
ہمارے نزدیک مکروہ ہیں لیکن مدینہ والے انکو جماعت سے پڑھتے ہیں اور نفلیں جماعت سے

لا يكره عندهم قال الشيخ قاسم الحنفي من متاخري علماء مصر التنفل
انکے نزدیک مکروہ نہیں اور شیخ قاسم حنفی مصر کے متاخرین علماء میں سے کہتا ہے کہ نفلیں

بالجماعة مکروه لانه لو کان مستحبا لکانت افضل کالمکتوبات و لو کانت
جماعت سے مکروہ ہوتی ہیں اسلئے کہ اگر مستحب ہوتیں تو افضل ہوتی جیسے فرائض جماعت سے افضل ہوتی ہیں اور اگر

افضل لکان المتهجدون والقائمون باللیل یجتمعون فیصلون جماعة طلبا
افضل ہوتیں تو تہجد گزار اور رات کے قائم رہنے والے جمع ہوا کرتے اور فضیلت کی طلب میں جماعت سے پڑھا کرتے

للفضیلة فلما لم یروذلک عن رسول الله صلی الله علیه وسلم وعن اصحابه
اور چونکہ یہہ فضیلت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور آپکے اصحاب رضوان اللہ

رضوان الله علیهم اجمعین علم انه لا فضل فی ذلک الفصل
علیہم اجمعین سے مروی نہیں ہے تو معلوم ہوا کہ اسمیں کچھہ فضیلت نہیں ہے دوسری

الثانی المستحب ان یجلس بین کل ترویحتین مقدار ترویحة و
فصل مستحب یہہ ہے کہ ہر دو ترویحوں میں بقدر ایک ترویحہ کے آرام لیلیا کرے اور

کذلک بین الخامسة والوتر وهو المروی عن ابی حنیفة ولان التراویح
ایسے ہی درمیان پانچویں ترویحہ اور وتر کے آرام لے اور امام ابی حنیفہؒ سے یہی روایت کی گئی اور اسواسطے کہ ترویحہ کا لفظ

ماخوذ من الراحة ففیه تحقیق اسمها وهو المروی عن السلف واهل
راحت میں سے نکلا ہے پس تو اس آرام کرنے میں اسکے نام کا ثبوت ہوا اور سلف سے یہی مروی چلا آتا ہے اور دونوں

الحرمین کانوا مجتمعین علی ذلک اما اهل مکة فانهم یطوفون اسبوعا
حرم والے اسی پر متفق تھے رہے مکہ والے سو یہہ لوگ سات طواف کیا کرتے ہیں

واهل المدینة یصلون اربعا وکذا اهل کل بلد من بلاد المسلمین ثم هم
اور مدینہ والے چار رکعت پڑھ لیتے ہیں اور ایسے ہی مسلمانوں کے شہروں میں سے ہر ایک شہر والے پھر اسکو

بالخیار ان شاء سبح او هلل او صلی او قرأ القرآن او سکت ولو ترک
اختیار ہے چاہے سبحان اللہ یا لا الہ الا اللہ پڑھے یا نماز پڑھے یا قرآن کی تلاوت کرے یا چپ بیٹھا رہے اور اگر ہر ایک

الاستراحة بین کل ترویحتین فقیل لا باس به وقیل لا یستحب لانه
دو ترویحوں میں استراحت کو ترک کرے تو کہتے ہیں اسکا کچھ ڈر نہیں اور کوئی کہتا ہے غیر مستحب ہے کیونکہ

یخالف عمل اهل الحرمین الشریفین زادهما الله تعظیما وتشریفا قال
حرمین شریفین والوں کے عمل سے اللہ انکی تعظیم اور تشریف زیادہ کرے برخلاف ہے بندہ

العبد الضعیف اصلح الله حاله واحسن مبداه ومآله ان الانتظار

بين الترويحتين على ما تعارف بين الحفاظ في هذا الزمان من تطويل القراءة
اسی رواج کے موافق جو اس زمانہ کے حافظوں میں تراویح کی قراءت بہت دراز ہوتی ہے

في التراويح صعب على المصلين بل يمكن ان ينقضي الليل بذلك فبهذا
انتظار کرنا نمازیوں پر دشوار رہوتا ہے بلکہ ممکن ہے کہ ساری رات اسی میں گذر جائے اور اس سے

يظهر ان تطويل القراءة غير مستحسن لاستلزام فوات هذا العمل المستحب
ظاہر ہوتا ہے کہ قراءت کی طوالت اچھی نہیں ہے کیونکہ اس سے اس عمل کا فوت ہوجانا جو عمل مستحب

المتوارث من السلف بل ينبغي رعاية الاعتدال في القراءة كما تيسر الترويحة
سلف سے بطور وراثت کے چلا آتا ہے لازم آتا ہے بلکہ قراءت میں میانہ روی کی رعایت چاہیے تاکہ ترویحہ آسان ہوجاوے

وسيأتي حكم القراءة في التراويح ولو استراح مقدار اربع ركعات بقراءة
سزاوار ہیں اور تراویح میں قراءت کا حکم قریب آتا ہے اور اگر بمقدار چار رکعت کے قراءت درمیانہ سے

معتدلة دون قدر ما صلى الترويحة لكفى انشاء الله ونرجو من الله القبول
استراحت کرے اس قدر نہیں جتنی دیر میں ترویحہ پڑھتا ہو تو بھی انشاء اللہ کافی ہے اور اللہ سے قبولیت کی امید ہے

الفصل الثالث في نية التراويح فان نوى التراويح او السنة
تیسری فصل تراویح کی نیت میں پس اگر تراویح کی یا وقتی

الوقت وقيام الليل في رمضان جاز وان نوى صلوة مطلقة او نوى
سنت کی یا رمضان میں قیام لیل کی نیت کرے تو جائز ہے اور اگر مطلق نماز کی نیت کرے یا نفل

تطوعا فحسب اختلف المشايخ فيه حسب اختلافهم في اداء السنن الرواتب
تطوع کی نیت کرے تو انہیں مشایخ کا وہی اختلاف ہے جو سنن رواتب کے ادا میں اختلاف کرتے ہیں

ذكر بعض المتقدمين ان الاصح ان لا يجوز لانها سنة والسنة لا تتادى
بعضے متقدمین یہ ذکر کرتے ہیں کہ اصح یہ ہے کہ جائز نہیں کیونکہ تراویح سنت ہیں اور سنت تطوع

بنية التطوع او بنية مطلق الصلوة كما روى الحسن عن ابي حنيفة
کی نیت سے یا مطلق نماز کی نیت سے ادا نہیں ہوتیں چنانچہ حسنؒ ابو حنیفہؒ سے درباب دو رکعت نماز فجر کے

في ركعتي الفجر وهذا لانها صلوة مخصوصة كالمكتوبات فتجب مراعاة
روایت کرتا ہے اور یہ اس لئے کہ تراویح فرائض کی طرح مخصوص نماز ہے سو اس صفت کی رعایت

الصفة فلا تتادى بمطلق النية وذكر اكثر المتاخرين ان التراويح
واجب ہے پس مطلق نیت سے ادا نہیں ہوتی اور اکثر متاخرین یہ ذکر کرتے ہیں کہ تراویح

ف: صعب نفع و دشوار ۱۲ م
ف: اعتدال صحیح ...

وسائر السنن تتأدى بمطلق النية لانها نوافل والنوافل تتأدى بمطلق

اور تمام سنتیں مطلق نیت سے ادا ہو جاتی ہیں کیونکہ یہہ نفلیں ہیں اور نفلیں مطلق نیت سے ادا ہو جاتی ہیں

والاحتياط ان ينوي التراويح او سنة الوقت او قيام الليل في شهر

اور احتیاط یہی ہے کہ تراویح کی یا وقتی سنت کی یا ماہ رمضان کی قیام لیل کی

رمضان وفي سائر السنن ينوي السنة او ينوي الصلوة متابعة لرسول

نیت کرے اور تمام سنتوں میں سنت کی نیت کیا کرے اور اس نماز کی نیت کرے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

الله صلى الله عليه وسلم ليكون ابعد عن الاختلاف ثم قيل هل يحتاج لكل

کی متابعت سے یعنی منقول ہیں تاکہ اختلاف سے بچ جاوے پھر کہتے ہیں کہ تراویح کے

شفع من التراويح على حدة ان ينويها والاصح انه لا يحتاج اذ الكل

ہر دو گانہ کے واسطے جدا جدا نیت چاہیئے اصح یہہ ہے کہ نیت کی حاجت نہیں ہے اسواسطے کہ سب کی

بمنزلة صلوة واحدة الفصل الرابع في قدر القراءة

سب بمنزلہ ایک نماز کے ہے چوتھی فصل تراویح کی قرات کی

في التراويح اختلفوا فيه فقيل يقرأ مقدار ما يقرأ في المغرب

مقدار میں اسمیں اختلاف کرتے ہیں پس کوئی کہتا ہے اتنی قرات پڑھے جتنی نماز مغرب میں پڑھتے ہیں

لانها اخف من المكتوبات وهذا غير سديد لانه لا يقع بهذا

کیونکہ تراویح مکتوبات کے ہلکی سی ہلکی ہے اور یہہ قول استوار نہیں ہے کیونکہ اتنی مقدار سے

المقدار الختم في رمضان وقال بعضهم يقرأ كما يقرأ في العشاء لانها

رمضان میں ختم پورا نہیں ہوگا اور بعضے کہتے ہیں اتنا پڑھے جتنا عشاء میں پڑھتے ہیں کیونکہ تراویح

تبع للعشاء في وقتها وروى الحسن عن ابي حنيفة رح ان يقرأ في كل

اپنے وقت میں عشاء کی تابع ہے حسن امام ابو حنیفہ رح سے روایت کرتا ہے کہ ہر ہر رکعت میں دس

ركعة عشر آيات ونحوها لانه يقع بها الختم مرة لان عدد ركعات

آیتیں کم و بیش پڑھے کیونکہ اس مقدار میں قرآن ایکبار ختم ہو جاویگا اسلیے کہ تراویح کی تمام رکعتیں

التراويح ستمائة وآيات القرآن ستة الاف فيكون في كل ركعة

چھ سو ہوتی ہیں اور قرآن کی آیتیں چھ ہزار ہیں تو ہر ایک رکعت میں تخمیناً

عشر آيات تقريبا وقال بعضهم يقرأ في كل ركعة عشرين الى ثلثين

دس آیتیں پڑتی ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ ہر ایک رکعت میں بیس آیتوں سے تیس تک پڑھے

لما روی عن عمر بن الخطاب رضی انه دعا ثلثة من الائمة فامر احدهم ان يقرأ
کیونکہ عمر بن الخطاب رضی سے روایت ہے کہ انہوں نے تین امام بلائے پھر ایک کو کہا ہر ایک رکعت

فی کل رکعة ثلثين اية وامر الثانی ان يقرأ خمسا وعشرين اية وامر
میں تیس آیتیں پڑھاکر اور دوسرے کو کہا کہ پچیس آیتیں پڑھاکر اور تیسرے کو

الثالث ان يقرأ عشرين اية فی کل رکعة فما قاله عمر فضيلة وما قاله
کہا کہ ہر ایک رکعت میں بیس آیتیں پڑھاکر سو عمر رضی کا قول تو فضیلت کا ہے اور ابو حنیفہ رح

ابو حنيفة سنة وهذا لانهم اتفقوا على ان السنة الختم مرة والفضيلة
کا قول سنت کا ہے اور یہہ اسواسطے کہ سب اتفاق ہوگیا کہ ایکبار ختم مسنون ہے اور فضیلت یہہ ہے کہ

الختم مرتين والافضلية ثلث مرات والختم يقع مرة بما قال ابو حنيفة رح
دوبار ختم ہو اور فضیلت سے بڑھکر یہہ ہے کہ تین بار ختم ہو اور امام ابو حنیفہ رح کے قول کے موافق ایک ختم ہوجاتا ہے

ومرتين او ثلث مرات بما امر عمر رض كذا قالوا ومنهم من استحسن الختم فی
اور عمر رض کے امر کے موافق دو یا تین ختم ہوتے ہیں فقہانے یہی کہا ہے اور بعض نے یعنے فقیہہ ستائیسویں شب کے

ليلة السابعة والعشرين رجاء ان ينالوا فضيلة ليلة القدر اذا الاخبار
ختم کو بہتر سمجھتے ہیں اس امید پر کہ لیلۃ القدر کی فضیلت حاصل کرلیں کیونکہ حدیثیں

تظاهرت وكثرت على انها هی ليلة القدر ولذا جعل مشايخ بخارا القران
اس باب میں کہ یہی شب لیلۃ القدر ہے ایک دوسرے کی معاون اور کثرت سے ہیں اور اسی واسطے بخارا کے مشائخ نے قرآن کے

خمس مائة واربعين ركوعا واعلموا المصاحف بها ليقع الختم فی ليلة السابعة
پانسو چالیس رکوع ٹکڑے اسئے ہیں اور مصاحف پر نشان لگادیے ہیں تاکہ ستائیسویں شب میں ختم

والعشرين ومن المتقدمين من مشايخنا قال الافضل ان يقرأ فی كل ركعة
واقع ہوا کرے اور ہمارے مشائخ میں سے بعضے متقدمین کہتے ہیں کہ افضل یہہ ہے کہ ہر ایک رکعت میں

ثلثين اية ويختم فی كل عشر ختمة لان كل عشر من الشهر مخصوص
تیس تیس آیتیں پڑھا کرے اور ہر دہے میں ایک ایک ختم کیا کرے کیونکہ مہینہ میں سے ہر دہا خاص خاص الگ الگ ہے

وقد جاء فی الحديث انه شهر اوله رحمة واوسطه مغفرة واخره عتق
اور بیشک حدیث میں آیا ہے کہ رمضان ایسا مہینہ ہے کہ اسکے اول میں رحمت ہے اور بیچ میں مغفرت ہے اور آخر میں آگ سے

من النار وروی عن ابی حنيفة رح انه كان يختم فی شهر رمضان احدى وستين
رستگاری ہے اور امام ابو حنیفہ رح سے روایت ہے کہ وہ رمضان کے مہینہ میں اکسٹھ ۶۱ قرآن ختم کیا

ف ینالوا بالفتح دریافتن ۱۲ منتخب
ف تظاہر بظاہر معین یکدیگر شدن ۱۲
[illegible]

ختمة ثلثين في الليالي وثلثين في الايام وواحدة في التراويح وقد روي

رات کے تیس ختم تو راتوں میں اور تیس دنوں میں اور ایک ختم تراویح میں اور مواہب لدنیہ

في المواهب اللدنية مثل ذلك عن الشافعي رحمة الله عليهم اجمعين ثم قالوا

میں امام شافعی رحمہ اللہ علیہم اجمعین سے ایسی ہی روایت ہے پھر علماء کہتے ہیں کہ

الافضل تعديل القراءة بين التسليمات كما روى الحسن عن ابي حنيفة

تمام تسلیمات یعنی تمام دوگانوں میں تعدیل افضل ہے چنانچہ حسن رح ابو حنیفہ رح سے روایت کرتا ہے

وجاء عن عمر رض فلا باس به واما التسليمة الواحدة فانه لا يستحب تطويل

اور عمر رض سے آیا ہے اسکا کچھ ڈر نہیں ہے اور رہا ایک دوگانہ میں سو دوسری رکعت میں قرأت

القراءة في الثانية بلا خلاف كما في سائر الصلوة وان طول القراءة في

کی درازی بالاتفاق غیر مستحب ہے جیسے تمام اور نمازوں میں اور اگر پہلی رکعت میں قرأت

الاولى على الثانية فلا باس واما المختار فانه يجب ان يكون على

دوسری رکعت سے دراز کرے تو کچھ ڈر نہیں اور رہا بہتر اور پسندیدہ سو اسمیں اختلاف

الاختلاف عند ابي حنيفة وابي يوسف رح يكون المختار التسوية بين

ضروری ہے امام ابو حنیفہ رح اور ابو یوسف رح کے نزدیک دونوں رکعتوں میں برابری

الركعتين ويكون المختار عند محمد تطويل الركعة الاولى على الثانية

پسندیدہ ہوگی اور امام محمد رح کے نزدیک دوسری رکعت پر پہلی رکعت کی درازی پسندیدہ ہوگی

كما في الصلوة المفروضة مسئلة اذا غلط في التراويح فترك

جیسے تمام فرض نمازوں میں ہے مسئلہ جب تراویح میں غلطی کرے پس کوئی

سورة او اية وقرأ ما بعدها فالمستحب ان يقرأ المتروكة ثم المقروءة ليكون

سورت یا کوئی آیت چھوڑ کر اسکے بعد کی پڑھ جاوے تو یہ مستحب ہے کہ اس متروک کو پڑھکر پھر پڑھی ہوئی کو پڑھے تاکہ

على الترتيب مسئلة واذا فسد شفع من التراويح وقد قرأ فيه

ترتیب وار رہے مسئلہ اور اگر تراویح کا کوئی دوگانہ فاسد ہو جاوے اور اسمیں کچھ قرآن پڑھ چکا تھا تو

هل يعيد ما قرأ قيل لا يعيد لان المقصود هو القراءة ولا فساد في

آیا اسکو پھر دوہرائے کوئی کہتا ہے نہ دوہرائے اسواسطے کہ مقصود تو قرأت تھی اور قرأت میں کچھ فساد

القراءة وقيل يعيد ليكون الختم في الصلوة الصحيحة وحكم الفتح

نہیں ہوا اور کوئی کہتا ہے پھر دوہرائے تاکہ ختم اسکا نماز صحیح میں واقع ہووے اور بتا دینے کا حکم

سلع تعدیل راست کردن برابر
سلع تطویل دراز کردن ۱۲ منتخب
سلع ترتیب راست کردن [illegible]
سلع فتح بالفتح [illegible] ۱۲ منتخب

علی ما عرف فی الصلوات الاخر من الاختلاف فیه والفتوی علی عدم

مختلف فیہ ہے جیسا کہ اور نمازوں میں معلوم ہو لیا ہے اور فتوے عدم فساد

الفساد وقیل لا اختلاف فی التراویح لمکان الضرورة وقالوا لا ینبغی

پر ہے اور کوئی کہتا ہے کہ تراویح میں اختلاف نہیں ہے کیونکہ ضرورت ہے اور فقہا کہتے ہیں قوم کو نہیں

للقوم ان یقدموا فی التراویح الخوش خوان ولکن یقدموا الدرستخوان

چاہیے کہ تراویح میں خوش گلو کو امام کیا کریں پر درست خوان یعنی صحیح پڑھنے والے کو امام کیا کریں کیونکہ

فان الامام اذا کان یقرأ بصوت حسن یشغل عن الخشوع والتدبر والتفکر

امام اگر خوش آوازی سے پڑھے گا تو سننے والا خشوع اور فہم و فکر سے باز رہیگا

وکذا اذا کان لحانا لا باس بان یترک مسجده کذا فی سنن الهدی ولو کان

اور ایسے ہی اگر امام اعراب میں غلطی کرتا ہو تو کچھ ڈر نہیں ہے کہ اپنی مسجد کو چھوڑ دے یہہ سنن الهدی میں ہے اور اگر کوئی

الفقیه قاریا فالافضل له ان یصلی بقراءة نفسه ولا یقتدی بغیره

فقیہ شخص قاری ہو تو اسکو افضل یہہ ہے کہ اپنی قراءت سے آپ پڑھ لے اور اور کا مقتدی نہ بنے

ولا ینقص تسبیحات الرکوع والسجود عن الثلثة ولا یترک ثناء الاستفتاح

اور رکوع اور سجود کی تسبیحات تین بار سے کم نہ کرے اور سبحانک اللهم پڑھنا اور نبی

والصلوة علی النبی صلی الله علیه وسلم ایضا لانها سنن وقد یذکر فی بعض

صلے الله علیه وسلم پر درود پڑھنی ترک نہ کرے کیونکہ یہہ سب مسنون ہیں اور فقہ کی

کتب الفقه خلافه والصحیح هو الاول واما باقی الدعوات فان علم

بعضی کتابوں میں اسکا خلاف مذکور ہے اور صحیح پہلی روایت ہے ترک نکرے اور رہی باقی دعائیں سو اگر قوم کے

من حال القوم ان لا یثقل یاتی بها والا لا واذا قرأ فی الشفع الاخیر

حال سے معلوم ہوتا ہو کہ دشوار نہیں ہیں تو پڑھے اور نہیں تو نہیں اور اگر پچھلے دوگانہ کی

فی الرکعة الاولی المعوذتین قیل قرأ فی الثانیة فاتحة الکتاب وشیئا

پہلی رکعت میں معوذتین پڑھ لے تو کوئی کہتا ہے کہ دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ اور کچھ

من البقرة فیکون خاتما مرتحلا وقیل یعید قل اعوذ برب الناس

سورہ بقر میں سے پڑھے تو ایسا ہوگا کہ منزل پر پہنچے ہی چل پڑا اور کوئی کہتا ہے کہ قل اعوذ برب الناس کو دوبارہ پڑھے

ولا یقرأ شیئا من البقرة مراعاة للنظم والترتیب والمسنون المعمول

اور سورہ بقرہ میں سے کچھ نہ پڑھے تاکہ نظم اور ترتیب کی رعایت رہے اور مسنون اور رائج میں

عليه في الحرمين وسائر ديار العرب التكبير عند الختم من والضحى الى آخر
ہیں اور عرب کے تمام دیار میں مروج ختم کے وقت سورہ والضحی سے آخر تک تکبیر پڑھنے کا دستور ہے

القرآن والمختار فيه لا اله الا الله والله اكبر ولو اكتفى بالله اكبر صح ولو
اور پسندیدہ اسمیں لا اله الا الله والله اکبر ہے اور اگر الله اکبر پر اکتفا کرے تو صحیح ہے اور اگر

لم يكن الامام حافظ القرآن فقيل الافضل ان يقرأ سورة الاخلاص
امام قرآن کا حافظ نہ ہو تو کوئی کہتا ہے کہ افضل یہہ ہے کہ ہر ایک رکعت میں قل ہو الله

في كل ركعة وقيل الافضل ان يقرأ في كل ركعة سورة من القصار
احد پڑھے اور کوئی کہتا ہے کہ افضل یہہ ہے کہ ہر رکعت میں کوئی سورۃ قصار میں سے پڑھے

وهذا احسن لئلا يشتبه عليه عدد الركعات ولا يشتغل قلبه بحفظها
اور یہہ بہت اچھا ہے تاکہ مصلی پر رکعات کی گنتی میں شبہہ نہ پڑے اور نہ اسکا دل اُسکی حفاظت میں لگے

فيتفرغ للتدبر والتفكر والمتعارف في هذا الزمان في الحرمين وديار
پھر تو فہم اور تفکر ہی میں لگا رہیگا اور اس زمانہ میں حرمین اور عرب کے دیار میں یہی

العرب ان يقرأ في الركعة الاولى من الشفع الاول سورة الفيل وفي الثانية
رواج ہے کہ پہلے دوگانہ کے پہلی رکعت میں سورۂ فیل پڑھتے ہیں اور دوسری رکعت میں

قل هو الله احد وفي الاولى من الشفع الثاني سورة لايلاف وفي الثانية
قل ہو الله احد اور دوسرے دوگانہ کی پہلی رکعت میں سورۂ لایلاف اور دوسری رکعت میں

قل هو الله احد وهكذا حتى يقرأ في الشفع الثامن قل هو الله احد
قل ہو الله احد اور اسی طرح یہانتک آٹھویں دوگانہ میں دونوں رکعت میں قل ہو الله احد

في الركعتين وفي التاسع قل هو الله احد وقل اعوذ برب الفلق وفي
پڑھتے ہیں اور نویں دوگانہ میں قل ہو الله احد اور قل اعوذ برب الفلق اور

العاشر قل هو الله احد وقل اعوذ برب الناس الفصل الخامس
دسویں دوگانہ میں قل ہو الله احد اور قل اعوذ برب الناس پانچویں فصل

في اداء التراويح بالجماعة من ترك التراويح بالجماعة و
تراویح کو جماعت سے ادا کرنے میں جو شخص تراویح کو جماعت سے ترک کرے اور

صلاها في البيت ففيه اختلاف المشائخ منهم من قال يكون تاركا
گھر میں پڑھا کرے تو اسمیں مشائخ کا اختلاف ہے انمیں سے کوئی کہتا ہے کہ وہ سنت کا

سله تفصیل ... والضحی سے آخر تک ہیں ۱۲
سله قریش ... ۱۲

للسنة وهو مسیٔ لما روی عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قد صلی
تارک ہوگیا اور وہ برا کرتا ہے کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے جتنی تراویح
التراویح صلی بالجماعة وهکذا انقل عن اصحابه رضوان الله تعالی علیهم
پڑھیں سو جماعت سے پڑھیں اور ایسا ہی صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے
اجمعین وعلیه اتفاق فقهاء الامصار ومنهم من قال کان تارکا للفضیلة فلا باس
منقول ہے اور اسی پر ملک کے فقہا کا اتفاق ہے اور انہیں سے کوئی کہتا ہے کہ وہ شخص فضیلت کا تارک ہوا اور کچھ ڈر نہیں ہے
لما روی عن بعض السلف ذلک ولان النبی صلی الله علیه وسلم بعد ما ترک
کیونکہ بعضے بزرگوں سے یہہ روایت ہے اور اسلیئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم کے ساتھ تراویح ترک
القیام بالقوم ترکهم یصلون فی بیوتهم کیف شاؤا وکان الامر علی
کرنیکے بعد انکو یونہی چھوڑ دیا تھا وہ لوگ اپنے اپنے گھروں میں جس طرح چاہتے تھے پڑھ لیتے تھے
عهد ابی بکر وصدر من خلافة عمر هکذا ثم استقر الامر علی الجماعة
اور ابو بکر رضہ کے عہد میں اور کچھ عمر رضہ کی خلافت میں یہی حال رہا پھر تراویح نے جماعت پر قرار پایا
وهو افضل قال الشیخ قاسم الحنفی والصحیح ان اقامتها بالجماعة سنة
اور یہہ افضل ہے شیخ قاسم حنفی کہتا ہے اور صحیح یہہ ہے کہ تراویح کا جماعت سے پڑھنا سنت
علی الکفایة حتی لو ترک اهل المسجد کلهم الجماعة فقد ترکوا السنة
کفایہ ہے یہانتک کہ اگر کسی مسجد کے تمام مصلی جماعت ترک کر دیں تو بیشک ترک سنت کیا
واساؤا فی ذلک وان اقیمت التراویح بالجماعة فی المسجد فمن تخلف
اور اسمیں برا کیا اور اگر مسجد میں تراویح جماعت سے ہونے لگیں پھر اگر کوئی شخص
عنها من افراد الانسان وصلی فی بیته فقد ترک الفضیلة ولم یکن
لوگوں میں سے پیچھے رہ گیا اور اپنے گھر میں پڑھ لیں تو اسنے فضیلت فوت کی اور برا
مسیٔا وان صلوها بالجماعة فی البیت اختلف فیه المشائخ والصحیح
کرنیوالا نہیں ہوا اور اگر وہ سب جماعت کے ساتھ گھر میں پڑھیں تو اسمیں مشائخ کا اختلاف ہے اور صحیح
ان للجماعة فضیلة وللجماعة فی المسجد فضیلة اخری فهذا قد حاز
یہہ ہے کہ ایک جماعت کی فضیلت ہے اور جماعت کی مسجد میں دوسری فضیلت ہے بس اسنے
احدی الفضیلتین وترک الاخری وهکذا فی المکتوبات انتهی وقیل
دونوں فضیلتوں میں سے ایک تو حاصل کی اور دوسری ترک کی اور یہی حال مکتوبات یعنی فرائض میں ہے انتہی اور کوئی کہتا ہے

سطر اول یا بالکل بس کی شدن ۱۲ م
سطر ۳ جمع بالجماعة فراہم آوردن و جمع کردن چیزے ۱۲ منتخب

هي كسائر السنن يصلي فرادى اذ هو اقرب الى الاخلاص وابعد من
تراویح اور سنتوں کی طرح الگ الگ پڑھی جاویں کیونکہ یہہ اخلاص سے نزدیک تر اور ریا سے
الرياء وقد ورد في الصحيح افضل صلوة المرء في بيته الا المكتوبة
دور تر ہے اور صحیح حدیث میں آیا ہے کہ آدمی کی افضل نماز مکتوبات سے علاوہ گھر میں ہے
اقول وهذا القول غير مختار لانه انما يكون في غير ما ورد فيه الجماعة
میں کہتا ہوں یہہ قول مختار نہیں ہے اسواسطے کہ یہہ قول تو ان نمازوں میں ہے جنمیں جماعت نہیں آئی
والتراويح قد ورد فيها الجماعة كما ذكرنا وعن ابي يوسف انه ان امكنه
اور تراویح میں جماعت آئی ہے چنانچہ ہم ذکر کر چکے ہیں اور ابو یوسف سے یہہ روایت ہے اگر ممکن ہو سکے کہ
اداءها في بيته مع مراعاة سنة القراءة واشباهها فليصلها في
گھر میں سنت قرارت وغیرہ کی رعایت سے ادا کر سکے تو گھر میں
بيته الا ان يكون فقيها كبيرا يقتدى به ويكثر الجمع بحضرته فلا ينبغي
پڑھے مگر اس صورت میں کہ وہ شخص بڑا فقیہ ہو کہ اقتدا کرتے ہوں اور اسکی امامت سے لوگ کثرت سے جمع ہوتے ہوں
له ترك الجماعة مسئلة يكره ان يستاجر رجلا يؤمهم اذ استيجار
تو ایسے کو جماعت کا ترک کرنا مستحب نہیں مسئلہ کسی شخص کو امامت کیلئے اجرت پر مقرر کرنا مکروہ ہے کیونکہ امام کو اجرت پر
الامام فاسد مسئلة لو اقام التراويح بامامين فصلى كل امام
مقرر کرنا فاسد ہے مسئلہ اگر مصلی تراویح کو دو اماموں کے پیچھے پڑھیں کہ ہر ایک امام
بتسليمة فالصحيح انه لا يستحب وانما يستحب ان يصلي كل امام ترويحة
دوگانہ دوگانہ پڑھے تو صحیح یہہ ہے کہ اچھا نہیں ہے اور بہتر یہی ہے کہ ہر ایک امام ایک ترویحہ پڑھے
وعلى هذا يجوز ان يصلي الفريضة احدهما والاخر التراويح مسئلة
اور بنا برین یہہ جائز ہے کہ فرض ایک امام پڑھائے اور دوسرا امام تراویح پڑھائے مسئلہ
لو صلى الامام الواحد التراويح في مسجدين فكل على الكمال اختلف فيه
اگر ایک امام نے تراویح دو جدا مسجدوں میں پوری پوری پڑھیں تو اسمیں اختلاف ہے
فقيل يجوز لاهل المسجدين كما اذن المؤذن واقام ويصلي ثم اتى
بعض کہتا ہے کہ دونوں مسجد والوں کی نماز جائز ہے جیسے اگر کوئی مؤذن اذان کہے اور تکبیر کہے اور نماز پڑھے پھر دوسری
مسجدا واذن وصلى معهم فانه لا يكره
مسجد میں جا کر اذان دے اور انکے ساتھ نماز پڑھے تو یہہ مکروہ نہیں ہے

الفصل السادس
فصل چھٹی

اذا صلى التراويح قاعدا من غير عذر فالكلام فيه في موضعين في الجواز و
جب بلا عذر تراویح بیٹھ کر پڑھے تو اسمیں دو جگہ گفتگو ہے جواز میں اور

الاستحباب اما الكلام في الجواز فقد اختلف المشايخ فيه منهم من قال لا يجوز ومنهم من قال
بہتر ہونے میں پھر جواز میں تو یہہ کلام ہے کہ مشایخ نے اسمیں اختلاف کیا ہے بعضے یوں کہتے ہیں کہ جائز نہیں ہے اور بعضے کہتے ہیں

يجوز وهذا هو الصحيح واجمعوا على ان ركعتي الفجر قاعدا من غير عذر
جائز ہے اور یہی قول صحیح ہے اور اسپر سب متفق ہیں کہ فجر کے دو رکعت سنت کے بلا عذر بیٹھ کر

لا يجوز هكذا روى الحسن عن ابي حنيفة رحمة الله عليه نصا فمن قال
جائز نہیں ہیں حسن رح امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے نصا ایسا ہی روایت کرتا ہے پھر جو شخص ناجائز کہتا ہے

لا يجوز قال هذه سنة تشابه ركعتي الفجر ومن قال يجوز قال هذه
تو یہہ استدلال کرتا ہے کہ سنت تراویح فجر کی دو رکعت کے مانند ہیں اور جو شخص جائز کہتا ہے وہ یہہ استدلال کرتا ہے کہ تراویح

نافلة لم تختص بزيادة توكيد مثل سنة الفجر فصارت كسائر السنن
نفل ہیں انمیں کوئی تاکید فجر کے سنتوں سے زیادہ نہیں ہے پھر تو ایسی ہوگئیں جیسی اور سب سنتیں

والنوافل والدليل رواية ابي سليمان عن ابي حنيفة رح وابي يوسف رح
اور نفلیں اور بڑی دلیل ابو سلیمان کی روایت ہے امام ابو حنیفہ رح اور ابو یوسف رح اور

ومحمد رح لم يفصلوا بين العذر وغير العذر اما الكلام في الاستحباب
محمد رح سے اور انہوں نے عذر اور بلا عذر میں کچھہ فرق نہیں کیا اور رہی گفتگو بہتر ہونے کی

فالصحيح انه لا يستحب لانه يخالف المتواتر من عمل السلف واذا صلى
تو صحیح یہہ ہے کہ بیٹھکر پڑہنا اچھا نہیں ہے کیونکہ سلف کے متواتر عمل سے مخالف ہے اور اگر امام

الامام قاعدا التراويح بعذر او بغير عذر والقوم قياما فالكلام في
تراویح کو بعذر یا بلا عذر بیٹھکر اور مقتدی کھڑے ہوکر پڑھیں تو

هذا الفصل ايضا في موضعين الجواز والاستحباب اما الكلام في
اس باب میں بھی دو جگہ گفتگو ہے جواز میں اور بہتر ہونے میں پھر جواز میں تو یہہ

الجواز فاختلف المشايخ فيه منهم من قال جاز عند ابي حنيفة رح
کلام ہے کہ اسمیں مشایخ اختلاف کرتے ہیں بعضے تو انمیں سے کہتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رح

وابي يوسف رحمة الله عليه ولم يجز عند محمد رح اعتبارا بالفرض وقال
اور ابو یوسف رح کے نزدیک جائز ہیں اور امام محمد رح کے نزدیک جائز نہیں ہیں جیسے فرض جائز نہیں اور بعضے

بعضہم یجوز عندہم جمیعا وہذا ہو الصحیح لانہم لو قعدوا جاز فاذا
بیٹھے ہوں کہ ان سب کے نزدیک جائز ہے اور یہی قول صحیح ہے کیونکہ وہ لوگ اگر تھک کر بیٹھے تو بھی جائز ہوتی جب

قاموا کان بالجواز اولی اما الکلام فی الاستحباب فعند ابی حنیفۃ
کھڑے ہو کر پڑھیں تو بطریق اولی جائز ہیں اور رہے کلام بہتر ہونے میں سو ابو حنیفہ رح اور ابو یوسف رح

وابی یوسف المستحب ان یقوم القوم الا بعذر لانہم جاز لہم القعود
کے نزدیک بہتر یہ ہے کہ مقتدی کھڑے ہو کر پڑھیں مگر عذر سے کیونکہ انکو کھڑے رہ کر اور بیٹھ کر

والقیام فالقیام افضل لا محالۃ وعند محمد المستحب ان لا یقوموا لان
دونوں جائز ہیں تو پھر کھڑے رہ کر بیشک افضل ہے اور امام محمد رح کے نزدیک بیٹھ کر بہتر ہے کیونکہ

ہذا الاختلاف معتبر عندہ حتی منع الفرض من الجواز فکذا یمنع النفل
یہ اختلاف امام محمد رح کے نزدیک معتبر ہے یہانتک کہ فرض کو جائز نہیں کہتے ایسے ہی نوافل کو بہتر

من الاستحباب مسئلۃ یکرہ للمقتدی ان یقعد فی التراویح فاذا
نہیں کہتے مسئلہ مقتدی کو مکروہ ہے کہ تراویح میں بیٹھا رہے پھر جب

اراد الامام ان یرکع یقوم لان فیہ اظہار التکاسل فی الصلوۃ و
امام رکوع کرنے لگے تو کھڑا ہو جاوے کیونکہ اسمیں نماز کی کاہلی ظاہر ہوتی ہے اور

التشبہ بالمنافقین قال اللہ تعالی واذا قاموا الی الصلوۃ قاموا کسالی
منافقوں سے مشابہت ہوتی ہے اللہ تعالی فرماتا ہے اور جب کھڑے ہوں نماز کو تو کھڑے ہوں جی ہارے

وکذا اذا غلب النوم یکرہ ان یصلی مع النوم بل ینصرف حتی یستیقظ
اور ایسے ہی جب مقتدی پر نیند غلبہ کرے تو نیند میں نماز پڑھنی مکروہ ہے بلکہ چلا جاوے یہانتک کہ نیند جاتی رہے

لان فی الصلوۃ مع النوم تہاونا وغفلۃ وترک التدبر وکذا الوصلی
کیونکہ سوتے ہوئے نماز پڑھنے میں سستی اور غفلت اور ترک تدبر ہے اور ایسے ہی اگر کسی نے

علی السطح لاجل الحر کذا فی الخلاصۃ وقد قال اللہ تعالی قل نار جہنم
گرمی کے سبب چھت پر نماز پڑھے یہ خلاصہ میں ہے حالانکہ اللہ تعالی فرماتا ہے تو کہہ دوزخ کی آگ

اشد حرا لو کانوا یفقہون الفصل السابع الافضل ان
اور بھی سخت گرم ہے اگر انکو سمجھ ہوتی فصل ساتویں افضل یہ ہے کہ

یوتر بجماعۃ فی رمضان فقط وعلیہ اجماع المسلمین واختلفوا
صرف ماہ رمضان میں وتر جماعت سے پڑھیں اور یہیں مسلمانوں کا اجماع ہے اور افضلیت میں

[illegible]

فی الافضل فقال بعضهم الافضل الجماعة وقال الآخرون الافضل
اختلاف کرتے ہیں بعضے تو کہتے ہیں جماعت ہی افضل ہے اور کہتے ہیں کہ افضل یہہ ہے کہ

ان یوتر فی منزله منفردا وهو المختار لان الصحابة لم یجمعوا علی الوتر
وتر گھر جاکر اکیلا پڑھے اور یہی قول پسندیدہ ہے کیونکہ صحابہؓ نے وتروں کی جماعت پر اجماع

بجماعة کاجتماعهم علی التراویح کذا فی التبیین وشرح الهدایة لابن
نہیں کیا جیسے تراویح پر اجماع کیا ہے یہہ تبیین میں اور ابن ہمام کی شرح

الهمام والعنایة وفی روایة یوتر بعدها بجماعة الا ان یکون له التهجد
ہدایہ میں اور عنایہ میں ہے اور ایک روایت یہہ ہے کہ وتر تراویح کے بعد جماعت سے پڑھیں مگر وہ شخص تہجد گزار ہو

فیجعل الوتر بعده ویجهر الامام فی الوتر فی رمضان فی الثلث والمنفرد
تو وہ نماز وتر تہجد کے بعد پڑھے اور امام نماز وتر کی تینوں رکعت میں صرف رمضان میں پکار کر پڑھے اور منفرد

بالخیار واختلفوا فی القنوت فقیل یجهر وقیل لا یجهر ولکن دون جهر
اختیار ہے اور دعا قنوت میں اختلاف ہے کوئی کہتا ہے پکار کر پڑھے اور کوئی کہتا ہے چپکے سے لیکن قراءت کی

القراءة واختلفوا فی ارسال الیدین حال القنوت والاعتماد واختلفوا
آواز سے کمتر اور قنوت کے وقت دونوں ہاتھ چھوڑے رکھنے اور باندھ لینے میں اختلاف کرتے ہیں اور وتر میں

فی المقتدی فی الوتر فقیل یقنت الی قوله بالکفار ملحق ثم یسکت
مقتدی کے حق میں اختلاف کرتے ہیں پس کوئی کہتا ہے کہ مقتدی دعا قنوت بالکفار ملحق تک پڑھے اور اب چپکا ہو رہے

وقیل یؤمن وقیل هو بالخیار ان شاء امن وان شاء قنت وفی
اور کوئی کہتا ہے آمین کہے اور کوئی کہتا ہے مقتدی کو اختیار ہے چاہے آمین کہے اور چاہے دعا قنوت پڑھے اور

التبیین ویتبع المؤتم قانت الوتر فی قنوته ویخفی لانه دعاء وقیل
تبیین میں یہہ ہے کہ پوری نماز والا مقتدی دعا قنوت میں قنوت پڑھنے والے کی پیروی کرے اور چپکے سے پڑھے کیونکہ یہہ دعا ہے اور کوئی کہتا ہے

یجهر وقیل عند محمد یقنت الامام دون المؤتم کما لا یقرء والصحیح الاول
قنوت پکار کر پڑھے اور کوئی کہتا ہے کہ امام محمدؒ کے نزدیک امام تو دعا قنوت پڑھے مقتدی نہ پڑھے جیسے قراءت نہیں پڑھتا اور صحیح اول قول ہے

مسئلة اذا فاتته ترویحة او ترویحتان وقام الامام فی الوتر
مسئلہ اگر مقتدی کا ایک ترویحہ یا دو ترویحے فوت ہو جاویں اور امام وتر شروع کرے

اختلف فیه فقیل یوتر مع الامام ثم یقضی ما فاته وقیل یقدم القضاء
تو بعضوں نے اختلاف کیا ہے پھر کوئی کہتا ہے کہ پہلے امام کے ساتھ وتر پڑھ لے پھر فائتہ ادا کرے اور کوئی کہتا ہے پہلے فائتہ ادا کرے

مسئلہ قنوت بالضم فرمانبرداری کردن و دعا خواندن و ایستادن و خاموش شدن در نماز ۱۲ منتخب
قوله اعتماد یعنی دست بستن ۱۲
قوله ملحق بکسر حا ۱۲ عن القنیہ

مسئلة لو ركع الامام في الوتر قبل ان يفرغ المقتدي من القنوت
مسئلہ اگر وتروں میں مقتدی دعا قنوت سے ابھی فارغ نہیں ہوا کہ امام رکوع میں چلا گیا

فانه يتابعه لان القنوت ليس بموقت ولا مقدر مسئلة المسبوق
تو مقتدی امام کی پیروی کرے کیونکہ قنوت نہ تو وقت بندھی ہوئی ہے اور نہ اندازہ کی ہوئی ہے مسئلہ مسبوق

في الوتر اذا قنت مع الامام لا يقنت في قضاء ما فاته مسئلة اذا شكوا
جب امام کے ساتھ قنوت پڑھ چکے تو فائتہ کی قضا میں پھر نہ پڑھے مسئلہ جب مصلیوں کو

انهم صلوا تسع تسليمات او عشرا اختلف المشايخ فيه قال بعضهم
یہ شک واقع ہو کہ نو دوگانہ پڑھے یا دس تو یہاں مشایخ اختلاف کرتے ہیں بعضے کہتے ہیں کہ

اعادوا تسليمة واحدة بالجماعة احتياطا وقال بعضهم لا يزيد وان
جماعت سے اعادہ کریں احتیاطاً ایک دوگانہ اور بعضے کہتے ہیں کہ کچھ زیادہ نہ کریں کیونکہ

الزيادة على التراويح بالشك لا يجوز والصحيح انهم يصلون تسليمة
شک سے تراویح پر اعادہ زیادہ کرنا جائز نہیں ہے اور صحیح یہ ہے کہ وہ لوگ ایک دوگانہ

اخرى فرادى حتى يقع الاحتياط في فعل السنة باتمامها ويقع
الگ الگ پڑھیں تاکہ فعل سنت کے پورا کرنے میں احتیاط ہو جاوے اور [illegible]

احترازا عن اداء النافلة بجماعة غير التراويح مسئلة اذا صلى
علاوہ اور نماز کو جماعت کے ساتھ پڑھنے سے بچ جاویں مسئلہ اگر ایک

الترويحة الواحدة امامان كل واحد تسليمة اختلفوا فيه قيل
ترویحہ کو دو امام پڑھیں ہر ایک امام ایک ایک دوگانہ تو اس میں اختلاف کیا گیا کوئی کہتا ہے

لا بأس به والصحيح انه لا يستحب ذلك لكن كل ترويحة يؤديها امام
کچھ ڈر نہیں اور صحیح یہ ہے کہ یہ اچھا نہیں ہے بلکہ ایک امام ایک ترویحہ ادا کرے

واحد وعليه عمل اهل الحرمين وغيرهم ويكون تبديل الامام بعد
اور حرمین وغیرہ والوں کا اسی پر عمل ہے اور امام کے بدلنا [illegible]

الانتظار الفصل الخامس في وقت التراويح اختلف
[illegible] فصل پانچویں تراویح کے وقت میں

المشايخ فيه فقالت جماعة من اصحابنا الحنفية ومنهم الشيخ اسمعيل
مشایخ اختلاف کرتے ہیں ہمارے اصحاب حنفیہ میں سے ایک جماعت کہتی ہے [illegible]

الى ان هذا الليل كله الى طلوع الفجر وقت لها قبل العشاء او بعدها وقبل

داخل ہے کہتے ہیں کہ ساری رات طلوع صبح صادق تک تراویح کا وقت ہے عشار سے پہلے یا عشار کے بعد اور وتر

الوتر او بعده لانها قيام الليل وكان شرطها الليل فحسب وقال عامة

سے پہلے یا وتر کے بعد کیونکہ یہہ سب قیام لیل ہے اور اسکی شرط صرف رات ہی ہے اور بخارا کے عام مشائخ

مشائخ بخارا وقتها ما بين العشاء والوتر فلو صلها قبل العشاء

کہتے ہیں کہ تراویح کا وقت عشار اور وتر دن کے بیچ میں ہے پس اگر تراویح عشار سے پہلے

او بعد الوتر لم يؤدها في وقتها لان الاثار قد وردت هكذا وانما

یا وتر کے بعد پڑھے تو تراویح کو وقت پر نہ ادا کیا کیونکہ آثار اسی طرح کے آئے ہیں اور

يتبع في التراويح الاثار والصحيح ان وقتها ما بعد العشاء الى طلوع

تراویح میں آثار ہی کی پیروی کا ہے اور صحیح یہہ ہے کہ تراویح کا وقت عشار کے بعد طلوع صبح

الفجر حتى لو صلها بعد الوتر جاز ولو صلها قبل العشاء لا يجوز

صادق تک ہی ہے یہاں تک کہ اگر تراویح وتر کے بعد پڑھے تو جائز ہے اور اگر عشار سے پہلے پڑھ لے تو جائز نہیں

لانها نوافل سنة بعد العشاء فاشبهت التطوع المسنون بعد العشاء

کیونکہ تراویح سنن عشار کے بعد مسنون ہیں تو اب رمضان سے علاوہ عشار کے بعد کے

في غير رمضان ويجوز الصلوة بعد الوتر غايته ان الافضل ان يكون

مسنون تطوع سے مشابہ ہو گئیں اور وتر کے بعد نماز جائز ہی ہوتی ہے غایت ما فی الباب یہہ ہے کہ رات کی

الوتر اخر صلوة الليل كما حقق في موضعه والمستحب تاخيرها الى

نمازوں میں وتر پیچھے ہو جہاں افضل ہوتی ہیں چنانچہ اپنی جگہہ میں ثابت ہو چکا ہے اور مستحب تہائی یا

ثلث الليل ونصفه وقيل يكره اداءها بعد النصف تشبيها بتاخير

آدھی رات تک تراویح کی تاخیر ہے اور کوئی کہتا ہے کہ آدھی رات کے بعد تراویح کا پڑھنا مکروہ ہے جیسے عشا کی تاخیر

العشاء والصحيح انه لا يكره لانها صلوة الليل والافضل فيها

مکروہ ہے اور صحیح یہہ ہے کہ مکروہ نہیں ہے کیونکہ یہہ رات کی نماز ہے اور اسمیں آخر وقت

اخره وفي فتاوى قاضيخان ويستحب تاخير التراويح الى ما

افضل ہوتا ہے اور فتاوی قاضی خان میں یہہ ہے کہ تراویح کی تاخیر آدھی رات کے

بعد نصف الليل وبعضهم قالوا به وهو الصحيح وفي الخلاصة

بعد تک مستحب ہے اور بعضوں کا یہہ قول ہے اور یہی صحیح ہے اور خلاصہ میں یہہ ہے

ملہ اشباہ باکر
امنذکور ۲۱۴

مہ شامی ... ... ص

الافضل في التراويح استيعاب اكثر الليل بالصلوة والانتظار والاستراحة
کہ تراویح میں افضل یہہ ہے کہ اکثر شب کو نماز اور انتظار اور استراحت میں پوری کردے

ولو اخرها الى اخر الليل الصحيح انه يجوز من غير كراهة مسئلة
اور اگر آخر شب تک تاخیر کردے تو صحیح یہی ہے کہ بلا کراہت جائز ہے مسئلہ

اذا فاتت التراويح هل تقضى بعد وقتها بالجماعة او بغير الجماعة فالجواب
اگر تراویح فوت ہو جاوے تو آیا تراویح کے وقت کے بعد جماعت سے یا بلا جماعت قضا کی جاوین تو جواب یہہ

لا تقضى بجماعة واما القضاء بغير جماعة فاختلف المشائخ فيه قال
کہ جماعت سے قضا نہ کرین اور رہی قضا بلا جماعت تو اسمین مشائخ اختلاف کرتے ہین بعضے

بعضهم تقضى من الغد ما لم يدخل وقت تراويح اخرى وقال بعضهم
کہتے ہین اگلے دن جبتک دوسری تراویح کا وقت نہ آوے قضا کریے اور بعضے کہتے ہین

تقضى ما لم يمض شهر رمضان وقال بعضهم لا تقضى اصلا وهو الصحيح
جبتک رمضان کا مہینہ نہ گزر جاوے قضا کرے اور بعضے کہتے ہین ہرگز قضا نکرے اور یہی صحیح ہے

لانها ليست باكد من السنة بعد المغرب والعشاء وتلك لا تقضى
کیونکہ تراویح مغرب اور عشاء کے سنتوں سے کچھ زیادہ تاکید نہین اور وہ تو ہمارے اصحاب کے

وحدها عند اصحابنا فكذلك هذه والدليل عليه انها لا تقضى بجماعة
نزدیک قضا نہین کی جاتین تو ایسے ہی تراویح اور اسکی دلیل یہہ ہے کہ تراویح کی قضا جماعت کے ساتھ تو

بالاجماع ولو كانت تقضى لقضيت كما فاتت فان قضاها منفردا
بالاتفاق نہین ہے اور اگر تراویح کی قضا ہوتی تو ویسے ہی قضا ہوتی جیسے فوت ہوئی ہین پس اگر تراویح کو اکیلا قضا کرے

كان مستحبا كسنة المغرب اذا قضاها كذا قال الشيخ قاسم الحنفي
تو اچھا ہے جیسے مغرب کی سنتین اگر قضا کرے شیخ قاسم حنفی نے ایسا ہی لکھا ہے

ونقل في سنن الهدى عن السراجية لو قضاها منفردا كان فعلا
اور سنن الہدیٰ میں سراجیہ سے منقول ہے اگر تراویح کو اکیلا قضا کرے تو اچھا

حسنا تم مسائل التراويح
کام ہے تراویح کے مسئلے ہو چکے

شهر شوال
شوال کا مہینا